روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۷/۴۲ | منگل۔ ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ، ۸۔ فتح ۱۳۷۱ہش، ۸۔ دسمبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۸۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افعال اور ان کے نتائج کا علم

ہر فعل ایک نتیجہ کا موجب ہوتا ہے۔ اگر بد افعال کا مرتکب ہوگا تو نتیجہ بد ہوگا۔ ہر انسان فطرتاً سکھ چاہتا ہے اور سکھ کے وسائل اور اسباب سے بے خبری کی وجہ سے افعال بد کے ارتکاب میں سکھ تلاش کرتا ہے مگر وہاں سکھ کہاں؟ ۔ اس لئے ضروری ہے کہ افعال اور ان کے نتائج کا علم پیدا کرے اور یہی وہ اصل ہے جس کو (دین حق) نے جزاء اور سزا کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الاوّل)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جب دنیا کے لئے ایسے کام کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حقیقی آرام اور ہمیشہ کے سکھ کے لئے اتنی کوشش نہیں کی جاتی۔ اصل میں ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی اور خدا تعالیٰ کے انعام و اکرام کی قدر نہیں کرتے۔ اگر اس کی قدر کرتے تو جان کیا چیز تھی جو قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو جاتے۔ اصلی زندگی اور حقیقی سکھ تو ہے ہی وہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ حقیقی زندگی تو اپنے آپ پر ایک موت وارد کر لینے سے ہی ملا کرتی ہے۔ ایسے لوگ جو جنتروں اور منتروں اور ٹونوں اور ٹوٹکوں کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ دین کے لئے کوشش کرنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ بڑے آرام سے اور گھر بیٹھے بٹھائے قلب کی صفائی حاصل ہو جاوے۔ اصل میں جھوٹے قصوں اور کہانیوں نے ان لوگوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ایسی باتوں سے انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ دین ایک ایسی چیز ہے جو جنتروں منتروں اور تعویذوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۳۲)

تقریب شادی

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

مکرم غلام اللہ خانصاحب ابن مکرم صوبیدار غلام رسول صاحب کی تقریب شادی مورخہ ۶ نومبر ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوئی۔ بارات دلہن کے نانا مکرم سید سید احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب کے کوارٹر صدر انجمن احمدیہ گئی۔ جہاں بعد عصر مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ اگلے روز دلہا کے بڑے بھائی مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خانصاحب وٹرنری سرجن نے دارالصدر غربی الف ربوہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا اور مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب نے دعا کروائی۔

اس سے قبل مورخہ ۲۱ اگست ۹۲ء بروز جمعہ بعد عصر بیت لطیف دارالصدر غربی ربوہ میں مکرم مولوی محمد احمد صاحب فاضل لکھاوالی نے مکرم غلام اللہ خان صاحب کے نکاح کا اعلان مبلغ چھ ہزار مارک حق مہر پر عزیزہ حمیرہ خاں بنت مکرم طاہر احمد خاں صاحب آف چک لالہ راولپنڈی کے ساتھ کیا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد ادریس صاحب یونائیٹڈ بنک ربوہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد صاحب مکرم ٹھیکیدار محمد ابراہیم صاحب ولد میاں اللہ دین صاحب ابن مکرم میاں امام دین صاحب آف گجرات رفیق حضرت بانی سلسلہ مورخہ ۲۷ نومبر ۹۲ء بیت البرکات میں فجر کے بعد دل کی تکلیف ہونے سے ہسپتال جا کر وفات پا گئے۔ تدفین قبرستان عام نمبر ۱ میں ہوئی اور مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال ثانی نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

خدا کا خوف اور دنیا کا خوف ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ پہلی ذمہ داری تو مثلاً یہی ہے کہ ہمارے دل میں سوائے اللہ کے کسی کا خوف باقی نہ رہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ سوائے خدائی باتوں کے ہم کسی کی بات ماننے کے لئے تیار نہ ہوں۔ جس کے معنے یہ ہیں ہمارے اندر کوئی رسم رائج نہ ہو کیونکہ تمام رسوم غیر اللہ کے خوف کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک ماں کہتی ہے اگر میں نے اپنی بیٹی کے بیاہ پر اسراف سے کام نہ لیا اور اپنی طاقت سے زیادہ روپیہ خرچ نہ کیا تو برادری میں میری ناک کٹ جائے گی وہ برادری کے خوف سے قرضے لے کر خرچ کر رہی ہوتی ہے۔ اگر برادری کے خوف کی بجائے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو تو وہ یہ کہے کہ میری برادری نے میرا ناک کیا کاٹنا ہے وہ طعنے ہی دیں گے نا۔ اگر وہ چاہیں تو مجھے طعنے دیں لیں۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ میرا خدا میرا ناک کاٹے۔ اس لئے میں اپنے رب کی بات مانوں گی اور اس کی رضا حاصل کرونگی۔ لوگ جو مرضی ہو کہہ لیں غرض تمام رسوم بندوں سے ڈر کر کی جاتی ہیں۔ تمام رسوم اپنے نفس سے ڈر کر کی جاتی ہیں۔ تمام رسوم غیر اللہ سے ڈر کر کی جاتی ہیں۔ اگر انسان کے دل میں صرف خدا کا خوف ہو جس کے نتیجہ میں انسان صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہوتا ہے تو پھر کوئی رسم بھی ہمارے اندر قائم نہیں رہ سکتی۔ میں نے بہت سی رسوم اکٹھی کروائی تھیں۔ ہمارے بعض مربیوں نے بڑی محنت کر کے مختلف علاقوں کی رسوم کے متعلق میرے پاس رپورٹ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو کسی موقع پر میں تفصیل میں بھی جاؤں گا۔ اس وقت تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ اصولی طور پر میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ اگر واقع میں ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت پیدا ہو جائے تو کوئی رسم ہمارے اندر باقی نہیں رہ سکتی۔ ان دو چیزوں کا آپس میں اتنا تضاد ہے کہ یہ دونوں ایک وقت میں۔ ایک زمانہ میں۔ ایک جگہ پر اور ایک دل میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ یعنی خدا کا خوف اور دنیا کا خوف کہ جس کے نتیجہ میں ہم رسوم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

(از خطبہ فرمودہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۸- فتح ۱۳۷۱ ہش ۸- دسمبر ۱۹۹۲ء

خدا تعالیٰ پر بدظنی؟

یہ تو نہیں ہو سکتا کہ انسان جو کچھ خدا سے مانگے اسے مل جائے۔ اِدھر مانگا اُدھر مل گیا۔ یا اسی وقت نہ بھی ہو تو کسی اور وقت ضرور مل گیا۔ کبھی کچھ مل جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ملتا۔ اور اگر انسان اس کیفیت پر غور نہ کرے تو اللہ تعالیٰ پر بدظنی کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان سوچنے لگتا ہے کہ کہتے تو یہ ہیں کہ خدا ہی سے مانگو۔ مانگو اور دیا جائے گا لیکن مانگا ہے اور ملا کچھ بھی نہیں۔ لیکن یہ کیفیت پیدا ہونے کا امکان صرف اور صرف اس صورت میں ہے۔ کہ انسان غور نہ کرے وہ خدا کی ہستی پر غور نہ کرے اس کی صفات کو پیش نظر نہ رکھے۔ اس کے دینے یا نہ دینے کے طریق سے غافل ہو جائے اور اپنی ضرورت اور اپنی حرص کو بھی نہ سمجھتا ہو۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے۔ اس پر بدظنی نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اس کی سُنّت کو نگاہ میں رکھے گا اس کیلئے دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاوے گا۔ وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ اگر اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا اور بخل سے کام لے گا تو رہ جائے گا۔"

اگر ہم فی الواقعہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے تو بدظنی کا موقعہ ہی پیدا نہیں ہوگا۔ وہ صرف دیتا ہی نہیں بلکہ ہم پر رحم بھی کرتا ہے اور رحم کا تقاضا یہ ہے کہ ہم غلط چیز مانگیں تو نہ دے۔ غلط وقت پر مانگیں تو نہ دے۔ غلط طریق پر مانگیں تو نہ دے۔ کیونکہ اگر ان حالات میں دے گا اور ہمیں اس سے نقصان پہنچے گا تو یقیناً ہم اس کو رحیم ماننے میں مشکل محسوس کریں گے۔ اس کا رحم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ سُنے تو سب کچھ۔ لیکن دے وہی کچھ جس سے ہمیں نہ صرف یہ کہ ضرر نہ پہنچے بلکہ فائدہ ہو۔ اور چونکہ یہ بات ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ہماری سمجھ سے بھی بالا ہوتی ہے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ کہتے تو ہیں کہ دینے والا ہے لیکن اس نے دیا نہیں۔ پس مانگنے سے پہلے ہمیں اپنے دل میں یہ یقین پیدا کرنا چاہیئے کہ وہ رحیم ہے اور کریم ہے۔ صرف دینے والا ہی نہیں بلکہ رحم کے جذبے یا صفت کو کام میں لا کر وہ کچھ دینے والا ہے جو ہمارے لئے مفید ہو۔ یہی اس کی سُنّت ہے۔ اور اسی کو نگاہ میں رکھنے کی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہدایت فرماتے ہیں۔

خود گرے تو اُٹھائے جاؤ گے
انکساری میں یہ کرامت ہے
اور گردن کو تان کر رکھنا
ٹوٹ جانے ہی کی علامت ہے

ـــــــ ابوالاقبال

○

گھڑی دو گھڑی تو بھی رو لے میاں
کہیں بجھ نہ جائیں یہ شعلے میاں

وہ کھُل کھیلنے کا زمانہ گیا
یہ دن مشکلوں کے ہیں بھولے میاں

یہ فُرصت بھی شاید نہ پھر مل سکے
جو کھونا ہے جلدی سے کھو لے میاں

کوئی تو بتائے یہ قصّہ ہے کیا
سرِ دار کوئی تو بولے میاں

مجھے کھینچ لینے دے زنجیرِ عدل
تو کپڑے لہو میں بھگو لے میاں

اگر ہو سکے تو ہمیں بھی سُنا
جو تُو نے کہے رات ڈھولے میاں

یہ دامن پہ جو عقل کے داغ ہیں
اگر دُھل سکیں ان کو دھو لے میاں

کہاں گُم تھے مضطر کدھر دھیان تھا
بڑی دیر کے بعد بولے میاں

چوہدری محمد علی

"یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ اپنے نفس پر کبھی بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور جیسا کہ دوسرے پر بدگمانی کرنا بُرا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے متعلق بدگمانی کرنا بھی اچھا نہیں۔ بلکہ گناہ ہے۔ تو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے دل میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم شیطان کو اپنے اُوپر غالب نہیں ہونے دیں گے۔ ناامید نہ ہونے اور اپنے نفس پہ بدگمانی نہ کرنے اور عجب اور تکبر میں یہ فرق ہے کہ اوّل الذکر ہمیشہ آئندہ واقعات کے متعلق ہوتا ہے۔ اور آخرالذکر عموماً پہلے کاموں پر ہوتا ہے۔ خود پسند اور متکبر انسان بہت جلد کام کے وقت گھبرا جاتا ہے لیکن جب کام ہو جاوے تو فخر کرتا ہے۔ خدا پر توکل کرنے والا اور اپنے نفس پر بدظنی نہ کرنے والا انسان جب تک کوئی کام نہیں ہوتا اپنی امید کو باندھے رکھتا ہے اور جب یہ ہو جاتا ہے تو پھر کا ذکر بھی نہیں کرتا۔"

(حضرت امام جماعت الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقریر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی - لجنہ اماء اللہ - ۱۱ فروری ۱۹۲۳ء

علمی مسائل

(۲۵) پچیسواں علم جغرافیہ ہے۔ جغرافیہ کا علم زمانہ کے موجودہ نقشہ پر بحث کرتا ہے کہاں دریا ہیں کہاں پہاڑ ہیں۔

جغرافیہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک مدنی ہوتی ہے جس میں شہروں کی قسمیت بیان ہوتا ہے۔ ایک سیاسی جغرافیہ ہے اس میں اس بات پر بحث ہوگی کہ کسی پہاڑ۔ دریا یا شہر کی سیاسی حیثیت کیا ہے۔ ارد گرد کے شہر پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے۔ اسی سیاسی جغرافیہ میں اس امر پر بھی بحث ہوتی ہے کہ کسی ملک پر کس قوم کا قبضہ ہے اور کس حد تک سیاسی حالات اس کے موافق ہیں یا مخالف ہیں

ایک تجارتی جغرافیہ ہوتا ہے اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ کس ملک میں کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں اور ان چیزوں کا نکاس کس طرح ہوتا ہے اور وہاں دوسرے ممالک سے کیا کیا چیزیں آتی ہیں اور کہاں کہاں سے آتی ہیں جیسے مثلاً ہندوستان میں گیہوں اور روئی ہوتی ہے اور یہ گیہوں اور روئی یورپ۔ امریکہ اور دوسرے ممالک میں جاتی ہے۔

ایک قسم جغرافیہ کی طبعی یا فضائی جغرافیہ ہے اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ بارش کیا چیز ہے۔ شبنم کیونکر بنتی ہے۔ اولے اور برف کس طرح بنتے ہیں

ایک قسم جغرافیہ کی نقشہ کا علم ہے۔ اس میں دنیا کے نقشے بنانا داخل ہے۔

علوم تعمیر و سنگ تراشی و مصوری

(۲۶) چھبیسواں علم۔ تعمیر کا علم ہے اس علم کے تین حصے ہیں۔ ایک یہ کہ عمارت کس طرح بنانی چاہیئے۔ پھر اس کی مختلف شاخیں ہیں۔ بنیادیں کس طرح بھرنی چاہئیں۔ مختلف اونچائیوں کے لحاظ سے کس قسم کا مصالحہ استعمال کیا جائے عمارت کس طرح مضبوط ہو۔ مختلف آفات بارش زلزلہ۔ بجلی وغیرہ سے کس طرح حفاظت ہو۔ یہ بجائے خود ایک وسیع علم ہے اور اس کے لئے خاص قسم کے انجینئرنگ کے کالج ہیں

دوسرا حصہ اس علم کا تاریخ تعمیر ہے۔ اس میں یہ بیان ہوگا کہ کس طرح فن تعمیر میں ترقی ہوئی؟

تیسرا حصہ اس علم کا یہ ہے کہ تاریخ تعمیر کے ساتھ مختلف اقوام کے فن تعمیر کا مقابلہ کیا جائے۔ ہندوستانی کیسے بناتے تھے۔ عربوں کا فن تعمیر کیسا تھا۔ دونوں میں کیا فرق تھا۔ کون بہتر تھا۔ دوسرے ملکوں میں اس فن نے کیا ترقی کی تھی ان کا باہم مقابلہ کرنا پھر کس قوم نے کس قوم سے کیا سیکھا۔ یہ ایک وسیع تاریخ تعمیر ہے اور بہت دلچسپ ہے۔

(۲۷) ستائیسواں علم۔ سنگ تراشی اور مجسمہ سازی ہے۔ پتھروں کو دوسری شکلوں میں تراشنا اور ان سے انسانوں حیوانوں یا دوسری چیزوں کے مجسمے یا بت بنانا۔ اس کی بھی دو شاخیں ہیں۔ ایک خود سنگتراشی دوسرے تاریخ سنگتراشی۔ سنگ تراشی کی تاریخ میں مختلف فرقوں نے اس فن میں کیا کیا ترقیات کیں اور کس کس طرح اس فن میں ترقی کی۔ اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

(۲۸) اٹھائیسواں علم مصوری ہے اور اس مصوری میں تین چیزیں داخل ہیں۔ نفس مصوری۔ تاریخ مصوری اور فلسفہ تصویر۔ نفس مصوری میں تو یہی بحث ہوگی کہ مصور کی کیا ضروریات ہیں۔ کس قسم کا سامان اس کے پاس ہونا چاہیئے۔ اور تصویر کے وقت کن باتوں کو اسے مدنظر رکھنا چاہیئے جس سے تصویر میں خوبی اور اثر پیدا ہو۔

یہ بہت وسیع علم ہے اور ایک خاص فن ہے۔ مصور انسانی جذبات اور کیفیات کو مجسم کر کے دکھا دیتا ہے مثلاً رنج و راحت۔ افسردگی کے نظارے نہایت عمدگی سے دکھا دیتا ہے۔ ایسا ہی دنیا کے فانی ہونے کی تصویر جب ایک لائق مصور کھینچ کر دکھائے گا تو طبیعت پر نقش ہو جاتا ہے۔ شاعر جذبات اور کیفیات کو الفاظ میں دکھاتا ہے مگر مصور تصویر کھینچ کر اور مجسم بنا کر دکھا دیتا ہے۔

تاریخ مصوری میں پھر وہی بات ہوگی کہ اس فن نے کس طرح پر ترقی کی۔ مختلف قوموں میں یہ علم کس طرح جاری ہوا اور کیا کیا اس میں ایجادات ہوتی گئیں۔ اس زمانہ میں تو اس فن نے اس قدر ترقی کی ہے کہ حیرت ہوتی ہے

فلسفہ تصویر میں تصویر کی حقیقت اور غایت کا بیان ہوگا۔

(۲۹) انتیسواں علم۔ علم العکس ہے۔ یہ بھی دراصل ایک قسم مصوری ہی کی ہے اس میں فوٹو لینا اور تاریخ فوٹوگرافی داخل ہے۔ فوٹو لینے میں کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ کس اصول پر فوٹو لیا جاتا ہے۔ کن اجزاء سے تصویر بنتی ہے تاریخ فوٹوگرافی میں بیان کیا جائے گا کہ کس طرح یہ علم العکس پیدا ہوا اور کس کس طرح ترقی کرتا چلا گیا۔

(۳۰) تیسواں علم صنعت ہے۔ صنعت کا لفظ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ میں تفصیل بیان نہیں کر سکتا صرف نام لے دیتا ہوں۔ لکڑی کی صنعت۔ لوہے پیتل وغیرہ دھاتوں کی صنعت۔ پھر یہ مختلف قسم کی صنعتیں ہیں۔ اسی میں تاریخ صنعت بھی لازمی ہے۔

علم لہو و لعب

(۳۱) اکتیسواں علم۔ لہو و لعب کا علم ہے۔ ہمارے یہاں لہو و لعب کا لفظ بڑا سخت لفظ ہے اور لہو و لعب کو پسند نہیں کیا جاتا۔ مگر میں نے بتا دیا ہے کہ بعض اوقات جہالت کو بھی علم کہتے ہیں۔

انگریزوں کے ہاں اس علم کو امیوزمنٹ کہتے ہیں یعنی وہ علم جس سے انسان کا دل خوش ہوتا ہے اس کی دو بڑی شاخیں ہیں۔ اندرونِ خانہ مشاغل کہ گھر میں بیٹھ کر انسان سے لطف اٹھاتا ہے۔ دوسرے بیرونِ خانہ یعنی گھر سے باہر جا کر کیا کھیلیں۔ اس علم میں اس پر بڑی بحث ہے کہ کس قسم کی کھیلیں انسانی اعضاء پر کس قسم کا اثر ڈالتی ہیں۔ ہاتھ پٹھے کس طرح مضبوط ہوتے ہیں۔ دل۔ دماغ اور پھیپھڑوں پر کس قسم کی کھیلوں کا اثر ہوتا ہے۔

ان دو کے علاوہ ایک اور شاخ بھی اس علم کی ہے جو ہمارے تمدن میں علم نہیں سمجھا گیا۔ مگر انگریزی تمدن میں وہ علم ہے اور وہ علم الرقص ہے۔ اس علم کے ذریعہ جسم کے مختلف اعضاء پر ایک خاص اثر ڈالا جاتا ہے اور مختلف قسم کی حرکات کا انہیں عادی بنا لیا جاتا ہے۔

چوتھا علم جو اسی لہو و لعب کی ایک شاخ ہے وہ علم الصوت یعنی آواز کا علم ہے۔ اس میں ایک شخص ایسے طور پر بات کر سکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ نیچے سے بولتا ہے مگر وہ اوپر سے بولتا ہوگا۔ اسی طرح آگے پیچھے یا دائیں بائیں سے بولتا ہے۔ بعض لوگ ایسے حالات کو دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ اس علم میں آواز کو آگے پیچھے دور و نزدیک کرنے سے خاص اثر پیدا ہوتا ہے۔

اس تبدیلی آواز کی ایک شاخ جانوروں کی بولیاں بولنا بھی ہے۔ شکاری اس سے کام لیتے ہیں اور ان کو بہت مدد ملتی ہے۔ جانور سمجھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بول رہا ہے اور وہ آواز سن کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

پانچواں علم اس فن لہو و لعب میں شعبدہ بازی ہے۔ مختلف کیمیاوی ترکیبوں سے مختلف چیزیں بنا دیتے ہیں اور وہ اصل چیزوں کی سی صورت اختیار کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جیسے سانپ یا شیر بنانا۔ ایسا ہی مختلف قسم کے نقشے اور دھوکے ہوتے ہیں

چھٹا علم ہاتھ کی صفائی۔ دھوکا کہلاتا ہے ایسی پھرتی سے ہاتھ چلاتے ہیں کہ دھوکا لگتا ہے۔ یہ کھیل عام طور پر تاش کے کھیل میں ہوتا ہے

ساتواں علم چیستانوں کا ہے۔ پہیلیوں کی طرح اس میں بتایا جاتا ہے۔ یہ بھی دو قسم کا ہے ایک زبانی۔ دوسرا عملی۔ چیستانیں ایسی ہوتی ہیں کہ لوہے کے چھلے وغیرہ گورکھ دھندے رکھ دیتے ہیں ان کو کھولنا ہوتا ہے۔

علم قدامت و تمدن

(۳۲) بتیسواں علم۔ علم القدامت ہے اس علم میں بتایا جاتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں انسانوں کی کیا حالت تھی۔ مثلاً ننگے رہتے تھے یا کپڑے پہنتے تھے۔ اور کپڑے اگر پہنتے تھے تو کس قسم کے تھے۔ غرض اس طرح پر پرانے حالات پر اس علم میں بحث ہوتی تھی۔ اس کا ایک حصہ علم اللسان ہے۔ یعنی آیا وہ زبان سے الفاظ بولتے تھے یا اشارات سے کام لیتے تھے خیالات کا اظہار کس طرح کرتے تھے اور اسی میں ایک حصہ علم الدراہم ہے یعنی سکے نکال کر باتیں دریافت کرتے ہیں اور ایسا ہی تیسری شاخ علم التعمیر ہے یعنی پرانی عمارتوں سے بھی پتہ لگتا ہے۔ چوتھی ایک شاخ اور بھی ہے جو تعمیر کے علاوہ ہے اور اس میں دیگر آثار قدیمہ سے پتہ لگایا جاتا ہے۔

(۳۳) تینتیسواں علم۔ علم التمدن ہے جو نہایت اہم علم ہے اس میں کئی علوم سے بحث ہوتی ہے۔

(۱) رعایا کے حقوق حکومت پر کیا ہیں۔ یعنی کون سی باتیں ہیں جو رعایا بادشاہ سے طلب کرے

(۲) حقوق علی الرعایا۔ یعنی رعایا کو کونسی باتیں ماننی ضروری ہیں اور حکومت کے رعایا پر کیا کیا حقوق ہیں۔

(۳) حقوق الاخوان علی الاخوان۔ یعنی انسان کے انسان پر۔ بھائی کے بھائی پر کیا حقوق ہیں۔

(۴) حقوق الوالدین علی الاولاد۔ یعنی ماں باپ کے حقوق اولاد پر کیا ہیں۔ مثلاً اس میں یہ بھی بحث کریں گے کہ باپ بچہ کو مارے یا نہ مارے اور مارے تو کس حد تک۔ غرض والدین کو اولاد کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہیئے اور اولاد کو کیا طریق اختیار کرنا ضروری ہے۔

(۵) حقوق الرجال علی النساء۔ مرد کے عورتوں پر کیا حقوق ہیں۔

(۶) آئندہ نسل کی بہتری کس طرح ہو سکتی ہے اس میں یہ بھی داخل ہے کہ عمدہ اخلاق والی اور مضبوط اولاد کس طرح پر ہو۔

(۷) مالک اور مزدور کے کیا حقوق ایک دوسرے پر ہیں۔ مزدور کس حد تک آزاد ہے اور کس حد تک پابند اور نوکر کا مالک کے مال میں کس حد تک حصہ ہے۔

یہ بڑی بحث ہے اور سرمایہ داروں اور نوکروں کے تعلقات اور حقوق کا علم اس وقت بہت وسیع ہو گیا ہے اور ان حقوق کی حفاظت نہ کرتے یا ان کے نہ سمجھنے کے سبب سے بڑے بڑے فتنے اور فساد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مزدوروں کی جماعت جس کو لیبر پارٹی کہتے ہیں آجکل بڑے زوروں پر ہے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو (۲) باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کرنا چاہیئے

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالباسط شاہد

فرقہ واریت

روزنامہ نوائے وقت کے ملی ایڈیشن (۸ اکتوبر ۹۲ء) میں فرقہ بندی کی لعنت سے نجات کیسے ممکن ہے" کے عنوان پر جو مذاکرہ ہوا اس میں بعض مشہور علماء اور اکابرین نے اپنی اپنی تجاویز پیش کیں۔ اس مذاکرہ کا خلاصہ اخبار مذکور کے الفاظ میں قارئین کرام کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش خدمت ہے۔

پروفیسر ساجد میر امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان نے اپنے بیان کے آخر میں کہا۔ اختلافات بہر حال انسانی فطرت کا تقاضا ہیں۔ نقطہ نظر کا اختلاف پھر بھی باقی رہے گا۔ تو اس نقطہ نظر کے اختلاف کو مخالفت کی حد تک لے جانے سے بچنا چاہیئے اگر ہم اس لعنت سے بچنا چاہتے ہیں تو میری گذارش ہے کہ اس کو علمی سطح پر رکھا جائے۔ اس کو عوامی سطح پر لانے سے گریز کیا جائے۔ اس سلسلے میں کچھ عملی تجویزیں بھی ہیں۔

۱۔ دینی جماعتوں کو رضاکارانہ طور پر لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو محدود کرنا چاہیئے۔ مساجد کے اندر عبادت گاہوں کے اندر۔ یہ اختلاف کو عوامی سطح پر لانے کا اور اس میں شدت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

۲۔ عبادات کو عبادت گاہوں تک محدود کیا جانا چاہیئے۔

۳۔ اختلافات میں شدت پیدا نہیں کرنی چاہیئے۔ ان میں رواداری کی فضا باہم مل کر پیدا کرنی چاہیئے۔

۴۔ ایک دوسرے کے اکابر کا احترام ہونا چاہیئے۔ ان کی کسی قسم کی توہین نہیں ہونی چاہیئے۔ قرآن مجید نے تو ہمیں جھوٹے معبودوں کو بھی گالی دینے سے منع کیا ہے۔

۵۔ غیر ملکی امداد کا (ہماری جماعتوں پر) خاتمہ ہونا چاہیئے اور ان کے اثرات کو ختم ہونا چاہیئے۔

علامہ محمد حسین اکبر (پرنسپل منہاج الحسین کالج) نے اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا "تاریخی طور پر خلفاء راشدین کی ترتیب آپ کے سامنے ہے۔ لیکن باوجود اس کے شیعہ حضرات کے نزدیک ایک حضرت علیؓ خلیفہ اول ہیں۔ لیکن اسلام کی عظمت کی خاطر۔ اسلام کے استحکام کی خاطر۔ اسلام کی ترویج کی خاطر خلفاء جو پہلے موجود تھے انہوں نے حضرت علیؓ سے مشورے کئے آپ نے ان کو مشورے دیئے قرآن کے نزدیک اصل چیز دین عزیز اسلام تھا۔ پھر اجتہادی اختلافات چلے ان کو ہم نے دو طرح سے لیا۔ ان میں ہماری جہالت اور تعصب شامل ہوا۔ اس کے علاوہ استعماری سازشیں تھیں ان کا عمل دخل تھا جن کی وجہ سے فرقہ واریت کو زیادہ ہوا ملی۔ نیم ملا جو تھے انہوں نے سوال کا جواب نہ آنے پر ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سچ جھوٹ کو ملا کر اس کو دین کی صورت میں پیش کر دیا۔ جہالت کی وجہ سے عوام نے اسی کو اسلام سمجھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب علم کی روشنی میں ان کو یہ کہا گیا کہ یہ بات غلط ہے تو وہ اس کو چھوڑنے کو تیار نہ ہو سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ منع کرنے پر کہا ہے لگا ہے تشدد کا مظاہرہ بھی ہوا ....." اپنے اس بیان کے آخر میں آپ نے کہا ضرورت اس بات کی ہے کہ چند چیزوں کو سامنے رکھیں۔

۱۔ تمام مکاتب فکر کے درمیان ایسے مشترکات پائے جاتے ہیں جن پر تمام مذاہب جو ہیں متفق ہیں افسوس یہ ہے کہ مشترکات کو تو ہوا نہیں دیتے اختلافی پہلو کو بیان کرتے ہیں.....

۲۔ نفی اختلافات بھی اس طرح کے ہیں کتب مرتب کی جا چکی ہیں۔ ان سے وحدت کی فضا پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ سیاست اور مذہب کے نام پر دہشت گردی کرنے والی جماعتوں پر مکمل طور پر پابندی لگائی جائے۔

۳۔ تعصب کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کا نقطہ نظر سننے کو تیار نہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ فرقہ واریت کو ہوا دینے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اگر ہم یہ تہیہ کر لیں کہ ہم نے تعصب کو چھوڑ کر نیک نیتی سے ساتھ ایک دوسرے کے عقائد کو سنتا ہے۔ اس کا احترام کرتا ہے۔ تو اس سے بھی وحدت کی فضا پیدا ہو گی۔

۴۔ تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل اجتماعات کا انعقاد کرنا چاہیئے جب تمام مکاتب فکر کے علماء اکٹھے بیٹھے ہوں گے تو عوام پر اس کا اچھا اثر پڑے گا۔ جس سے فرقہ واریت کے خاتمہ میں مدد ملے گی۔ اس کی ٹی وی اور اخبارات میں بھی تشہیر کرنی چاہیئے

میجر انوار الحسین علوی نے اپنے بیان میں اور باتوں کے علاوہ کہا کہ ..... اپنی قوتیں بد قسمتی سے یکجا نہیں ہیں۔ اس لحاظ سے تمام مسلمانوں کو دیکھا جائے تو اتحاد امت کا جو نظریہ ہے وہ بھی پارہ پارہ ہے۔ جب تک دینی قوتیں یکجا نہیں ہوں گی اور غلبہ دین حق کے لئے مل کر کوشش نہیں کریں گی تو میرا خیال ہے کہ یہ کہنا کہ جو حکومت آئندہ آئے گی وہ اسلام لائے گی۔ صرف ایک خوش فہمی ہو گی .....

خارجی اسباب میں بیرونی امداد مختلف ملکی حوالوں سے ملتی ہے لیکن ان پر کنٹرول پانا چاہیئے کیونکہ جو امداد دیں گے وہ کچھ توقعات بھی رکھیں گے کہ ان کے مفادات کو اس ملک میں اس طرح بڑھایا جائے کہ وہ وہاں پر ایک طاقت بن جائیں تاکہ ضرورت کے وقت ان کو استعمال کیا جا سکے۔

اپنے بیان کے آخر میں آپ نے کہا "امت مسلمہ فرقہ بازی میں بٹی ہوئی ہے۔ پاکستان سے اس کی ابتدا کی جائے تاکہ دوسرے اسلامی ملک اس کی تقلید کریں تاکہ متحد ہو کر یہودیوں کو کچلا جا سکے اور ان کی سازشوں کو ختم کیا جا سکے۔ صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی نے اپنے بیان میں مندرجہ ذیل چار تجاویز پیش کیں۔

۱۔ ہر مذہبی فریق اپنے آپ کو ایسے سوال کا جواب دینے کا مکلف نہ سمجھے جن کے لئے انہیں خدا اور رسولؐ نے پابند نہیں کیا۔ دراصل یہی وہ مرحلہ ہے جہاں سے اختلاف اپنی حدوں سے تجاوز کرنے لگتا ہے جو باتیں خدا اور رسولؐ نے مبہم رکھی ہیں وہ مبنی بر حکمت ہیں اور دانائی اور دینداری کا تقاضا ہے کہ انہیں ویسا ہی رہنے دیا جائے۔

۲۔ اگر کسی مسئلہ پر اختلاف رائے ہو تو اس کو اسی دائرے تک محدود رہنے دیا جائے تاکہ اس کے حوالے سے تمام تر دینی۔ علمی اور معاشرتی تعلقات کمزور نہ ہوں۔

۳۔ تحقیق و اجتہاد کے ضمن میں ہر اختلاف کے اندر ایک جوہری وحدت موجود ہوتی ہے اور اصل اہمیت اس جوہری وحدت کو ہونی چاہیئے۔ مثلاً عقائد اسلام کے حوالے سے مختلف مکاتب مسالک کے درمیان توحید رسالت اور آخرت کا عقیدہ جوہری وحدت کی بنیاد مضبوط رہے تو بڑے سے بڑے اختلاف کو دور کیا جا سکتا ہے

۴۔ اختلاف فکر و نظر کے باوجود ایک دوسرے کے اکابر کا احترام وحدت ملی کا اہم ذریعہ اور زینہ ہے.....

اگر ہم ایک دوسرے کے اکابر کا احترام اپنا جزو اخلاق بنا لیں تو دو تہائی اختلافات اپنے آپ ختم ہو جائیں گے۔

تنظیم المدارس پاکستان کے مولانا محمد صدیق ہزاروی نے علاوہ اور باتوں کے کہا کہ

..... بنیادی اور اہم بات یہ ہے کہ سیاست دان ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی بجائے اتحاد و یگانگت کی فضا پیدا کریں۔ ایک دوسرے کی جائز تنقید برداشت کرنے اور صرف جائز حد تک تنقید کرنے کی راہ اختیار کریں تو دوسرے تمام طبقات کو فرقہ واریت کی بنیاد پر زہر پھیلانے سے روکا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں ان کی تجاویز میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ فرقہ واریت کی بنیاد پر انتشار کی فضا کے خاتمہ کے لئے حکومت وقت پہل کرے اور اپنے مخالفین کی ہر بات کو قابل تردید سمجھنے کی بجائے اس کے اچھے پہلوؤں پر عمل کرے۔

اقتدار سے باہر کے سیاستدان محض سیاسی عیاشی کے لئے حکومت کے ہر کام کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ اچھے کاموں میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور اس کی حوصلہ افزائی کریں۔

۲۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام، اہل بیت عظام، اولیاء کاملین اور اسلامی شعائر کی عزت و

باقی ص ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات — نون سین

جرمنی میں نیونازی اِزم

جرمنی میں گذشتہ دنوں میں نسلی امتیاز کے سلسلے میں تشدد آمیز کارروائیاں ہوتی رہی ہیں۔ دیگر ممالک سے آنیوالے افراد نے یہ دن کافی مشکلات میں گذارے ہیں۔ ان پر مقامی لوگ حملے کرتے رہے ہیں اور ان کے اثاثوں کو بھی نقصان پہنچاتے رہے ہیں۔ ان مقامی لوگوں نے جو ایسا کرتے ہیں اپنی پارٹی کا نام نیشنل فرنٹ رکھا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ نیشنل فرنٹ نازی پارٹی کا دوسرا روپ ہے۔ چنانچہ اس پارٹی کو اب خلافِ قانون قرار دے دیا گیا ہے۔ وزیرِ داخلہ نے کہا ہے کہ پارٹی پر پابندی لگانے کو ایک غیر مبہم اشارہ سمجھنا چاہیئے کہ اس قسم کے حالات پیدا نہیں ہونے دئے جائیں گے۔ اسوقت غیر ملکیوں پر حملے اور ان کے جان و مال کو نقصان پہنچانا کسی طرح بھی جرمنی کے مفاد میں نہیں ہے۔ پابندی کا اعلان ہوتے ہی پولیس نے اس پارٹی کے ۱۳۰ افراد کو حراست میں لے لیا ہے یہ لوگ اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ بیرونی ممالک سے آنے والے لوگوں کو نقصان پہنچا کر اور ڈرا دھمکا کر ملک سے نکال دیا جائے۔ لیکن کوئی ملک یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ جو لوگ جائز دستاویزات کے ساتھ اس میں رہ رہے ہوں۔ ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا جائے چنانچہ جرمنی میں جب ایسا ہونا شروع ہوا تو حکومت خاصی پریشان نظر آئی۔ وزیرِ داخلہ نے یہ بھی کہا کہ اس گروپ کی کارروائیاں ہمارے لئے شرم کا باعث ہیں وہ ہماری شہرت کو عالمی برادری میں نقصان پہنچانے والے ہیں۔ ہر وہ شخص جو نفرت کا نعرہ بلند کرے گا یا جو اس سلسلے میں تشدد پر آمادہ ہو جائے گا۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارا قانون پوری طاقت کے ساتھ اس پر گرفت کرے گا۔

برمی مہاجر

چند روز ہوئے برمی مسلمان مہاجرین کا ایک اور گروپ جس میں ۹۳۲ افراد شامل ہیں اپنے گھروں کو اراکان واپس چلا گیا۔ یہ ایک ایسا گروپ ہے جسے برما واپس بھیجا گیا ہے۔ اور اس گروپ کے جانے سے واپس جانے والے مہاجرین کی تعداد ۱۱۴۸ ہو گئی ہے۔ کل تعداد جو برما سے ہجرت کر کے بنگلہ دیش آ گئی تھی وہ ۲٫۶۵ لاکھ ہے۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے علاقوں میں تشدد کی کارروائیوں سے بچنے کے لئے بنگلہ دیش آئے تھے۔ ایک لمبے عرصے تک یہ بحث جاری رہی کہ یہ صرف اسی صورت میں واپس جاسکتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی حفاظتی چھتری انہیں حاصل ہو۔ نہ صرف راستے کے لئے بلکہ اپنے ملک میں واپس جا کر بھی ان کی حفاظت ہونی چاہیئے۔ ڈھاکہ میں کاکس بازار میں وہ ۲۰ الگ الگ کیمپوں میں زندگی گذار رہے تھے ان کی روانگی کے وقت چٹاگانگ کے مقامی افسر موجود تھے۔ یہ روانگی تین روزہ گفتگو کے بعد عمل میں آسکی۔ اس گفتگو کے دوران بنگلہ دیش میں ۔ ۶۴،۵۴ مہاجرین کی فہرست مہیا کی گئی۔

بقیہ: صہ۴ سے آگے

ناموس کے تحفظ کو قانونی شکل دے کر اسے فوری طور پر نافذ کیا جائے اسلامی شعائر کی بے حرمتی کرنے والا کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتا ہو تمام مکاتب فکر بیک زبان اس کی مذمت کریں اور اسے کیفر کردار تک پہنچانے میں اتفاق و اتحاد سے کام لیں۔ اس سیمینار سے مولانا محمد امجد خاں جمیعت علمائے اسلام پاکستان نے بھی خطاب کیا جس میں اور باتوں کے علاوہ آپ نے کہا کہ

"جہاں تک فرقہ واریت کا تعلق ہے اسلام اس کی نفی کرتا ہے اور فتنے کو قتل سے زیادہ بری چیز قرار دیتا ہے۔ فرقہ واریت کو ختم کرنے کا جہاں تک تعلق ہے حکومت اس میں سب سے زیادہ اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ لیکن ہماری حکومت نے فرقہ واریت کو ختم کرنے کی بجائے اسے زیادہ ہوا دی ہے..."

کس نے کیا کہا

تاشقند (ریڈیو رپورٹ) ازبکستان میں ۷۴، سال کے کمیونسٹ جبر سے نجات عظیم ملنے کے بعد اب پورے ملک میں آزادی کے ساتھ اللہ اکبر کی اذانیں گونج رہی ہیں اور بوڑھے نوجوان اور نو عمر بچے پانچوں وقت اپنے اپنے علاقے کی مساجد میں باجماعت نماز ادا کر رہے ہیں نمازیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور نوجوانوں میں دین اسلام کے متعلق دلچسپی میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے ان خیالات کا اظہار جمعہ کو تاشقند کی جامع مسجد کے امام حاجی ملا حافظ عبداللہ ہمدم نے ریڈیو تاشقند سے ایک انٹرویو میں کیا انہوں نے کہا کہ اگرچہ کمیونسٹ دور میں آئین میں مذہبی اور ضمیر کی آزادی کی بظاہر ضمانت دی گئی تھی لیکن عملاً سوویت کمیونسٹ نظام میں مسلمانوں پر اس قدر جبر روا رکھا گیا کہ انہیں مسجدوں میں نماز ادا کرنے کی اجازت بھی نہیں تھی مسلمانوں کو نماز جنازہ ادا کرنے پر بھی سخت پابندیاں تھیں۔ جبر و ظلم کے اس دور میں بھی بزرگوں نے اسلام کی شمع روشن رکھی اور گھروں میں بچوں کو دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

انہوں نے بتایا کہ کمیونسٹ دور میں ہماری مساجد کو کلبوں میں تبدیل کر دیا گیا اس وقت تاشقند میں ۸۵، مساجد ہیں۔ جہاں پانچ وقت نماز ادا کی جا رہی ہے مزید مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے انہوں نے بتایا کہ انہوں نے قرآن حکیم کا ازبک زبان میں ترجمہ کیا ہے اور فقہ و حدیث سمیت متعدد دینی کتب کا بھی ازبک زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ جس سے ہماری نوجوان نسل کو اپنے دین سے بخوبی آگاہی حاصل ہو رہی ہے۔ علماء بورڈ نے ملک میں دینی مدارس اور سکولوں میں دینی تعلیم کے انتظامات کئے ہیں۔

(روزنامہ مشرق ۲۹، نومبر ۹۲ء)

مختصرات

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب قادیان کا ابتدائی گرلز کالج کے نام سے لکھتے ہیں کہ تعلیم نسواں کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی خدمات یکتا اور ممتاز ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں قادیان کے گرلز سکول سے جب ایک بڑی تعداد میں طالبات نے میٹرک پاس کیا تو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو خیال آیا کہ ان لڑکیوں کی مزید تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ حضور نے پرائیویٹ طور پر ایف اے کی کلاسز شروع کروانے کا ارشاد فرمایا۔ سکول میں اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی کے بعد مجھے اور بعض دیگر اساتذہ کو اعزازی طور پر خواتین کو پڑھانے کی خدمت سپرد ہوئی۔ پہلے ایف۔ اے اور پھر بی۔ اے کی کلاسیں شروع ہوئیں اور یہ سلسلہ کئی سال جاری رہا۔ حتیٰ کہ کالج کے لئے پڑھانے والا زنانہ سٹاف مہیا ہو گیا۔ اور آج اس ادارے کا شمار خواتین کی تعلیم کے بہترین اداروں میں ہوتا ہے۔

اس طرح سے ہمارے زنانہ کالج کا افتتاح ربوہ میں نہیں بلکہ قادیان میں ہوا تھا۔ اگرچہ یہ ایک پرائیویٹ ادارہ تھا جبکہ ربوہ کا ادارہ باقاعدہ منظور شدہ کالج تھا۔

مکرم آفتاب احمد صاحب تہال ضلع گجرات سے جوانی کے موضوع پر لکھتے ہیں کہ جوانی عمر کے اس حصے کا نام ہے جب انسان جسمانی طور پر عروج پر ہوتا ہے۔ اسکی اُمنگیں زندہ اور اس کے جذبے متحرک ہوتے ہیں۔ ایک اعتبار سے جوانی ایک امتحان گاہ بھی ہے اسکو اگر مثبت رنگ میں استعمال کیا جائے تو زندگی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور آداب بندگی بجا لا کر خدا تعالیٰ کو خوش کیا جاسکتا ہے۔ اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اگر جوانی آوارگی اور منفی جذبات کا شکار ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ زندگی تباہ ہو گئی۔ اگر زندگی کے اس مرحلے پر اپنے اندر ہم آہنگی پیدا کر لی جائے تو روشن مستقبل حاصل کیا جاسکتا ہے۔

عنوان: سالانہ مقابلہ نویسی "میرے ضلع میں احمدیت" (آخری تاریخ ۱۶، اگست ۱۹۹۳ء)
(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم ونگ کمانڈر (ریٹائرڈ) پروفیسر حمید احمد بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

۱۵ اکتوبر کے الفضل میں نون سین صاحب نے بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات کے کالم میں وائس چانسلر/ پروفیسر کے موضوع پر کچھ باتیں لکھی تھیں۔ نیز درخواست کی تھی کہ اس سلسلہ میں ماہرین تعلیم اپنی آراء سے الفضل کے قارئین کو نوازیں۔ اس سلسلہ میں کچھ نکات رقم کئے دیتا ہوں۔ تدریس ایک بہت عظیم پیشہ ہے۔ تمام ممالک جو جہالت زدہ ہیں وہاں تدریس کی کوئی خاص قدر و منزلت نہیں ہے۔ اس کے برعکس وہ تمام ممالک جو علم کے نور سے منور ہیں وہاں تدریس اور اس کو فروغ دینے والوں کی بہت زیادہ قدردانی کی جاتی ہے۔ جو ممالک علم اور تدریس کا صحیح شعور رکھتے ہیں ان کے نام میں قارئین کے فائدے کے لئے لکھ دیتا ہوں یہ عجیب بات ہے کہ ان ممالک میں امریکہ انگلستان اور فرانس جیسے عظیم ممالک بھی شامل نہیں ہیں۔ اس کی وجوہات میں جانے کا یہ موقع نہیں ہے۔ لیکن جب قارئین اعلیٰ علمی شعور کے اعتبار سے صف اول کے ممالک کی لسٹ دیکھیں گے تو ان کو کافی حد تک اندازہ ہو جائے گا کہ ان ممالک میں ایک نفیس اور اعلیٰ قسم کا کلچر اور خوبصورت تہذیب پائی جاتی ہے جس کی باقی ترقی یافتہ ممالک میں کمی پائی جاتی ہے۔ میں نے اپنے ذاتی مطالعہ اور ریسرچ سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ ممالک علم اور تدریس کے اعلیٰ شعور کی وجہ سے دنیا میں سب سے روشن دماغ ہیں۔ ان ممالک کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ ناروے۔ بیلجیئم۔ لکسمبرگ جاپان اور پرانا ویسٹ جرمنی کا علاقہ۔

جہالت زدہ ممالک میں غربت اور تنگی کی وجہ سے لوگ تدریس کے پیشہ کو اپنانا پسند نہیں کرتے کیونکہ اقتصادی لحاظ سے یہ ہمیشہ زیادہ تقویت نہیں بخشتا جن ممالک میں اقتصادی خوشحالی ہے اور ترقی یافتہ بھی ہیں وہاں پروفیسروں کی معاشرے میں بہت زیادہ عزت ہے۔ کسی بھی ملک میں سب سے اعلیٰ مرتبہ عہدہ صدارت یا وزارت عظمیٰ کا ہوتا ہے۔ یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب ترقی یافتہ ممالک کے صدور یا وزرائے اعظم ریٹائر ہوتے ہیں تو وہ کسی اور پیشہ کو اختیار نہیں کرتے۔ لیکن اکثر یہ لوگ کسی یونیورسٹی یا کالج میں تدریس کے پیشہ کو خوشی اپنا لیں گے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب امریکہ کا صدر ریٹائر ہوتا ہے تو عمومی طور پر کسی یونیورسٹی یا کالج میں تدریس کا پیشہ اختیار کرتا ہے۔

جہالت زدہ ممالک میں پروفیسر صاحبان اکثر و بیشتر SUPERIORITY COMPLEX کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ وائس چانسلر بننے کے بعد دنیا ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد مزید قدر و منزلت والی چیز باقی نہیں رہتی۔ غالباً ایسے پروفیسر صاحبان وائس چانسلر شپ کو بادشاہت کے ہم مرتبہ خیال کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ وائس چانسلر بننے کے بعد کوئی اور کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ فارغ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں یا سفیر بننے کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور کچھ ان میں ایسے بھی ہیں جو وزارت لینے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

جن لوگوں کو پروفیسر عبدالسلام کی عظمت اور عزت کا اندازہ ہے وہ لوگ کبھی بھی وائس چانسلر بلکہ چانسلر بننے کی بھی خواہش مند نہ ہوں گے۔ ایسے لوگ ہمیشہ اس کوشش میں رہیں گے کہ وہ پروفیسر شپ میں کمال حاصل کرکے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کریں اور عزت اور شہرت سے نوازے جائیں۔

وائس چانسلر شپ ایک عہدہ ہے اس کے برعکس پروفیسر شپ سکالر شپ کے مترادف ہے اور اس کے اندر عزت۔ عظمت اور شہرت کا بیج موجود ہوتا ہے۔ جس کو انسان تن آور درخت بنا کر دنیا میں اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتا ہے۔ میری رائے ہے جو وائس چانسلر اچھے پروفیسر یا سائنسدان ہوں ان کو سارے پاکستان میں تمام یونیورسٹیوں اور بڑے بڑے کالجوں میں باری باری بھیجا جائے تاکہ تمام صوبوں کے لوگ یکساں طور پر ان کی علمیت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ان کی خدمات کے صلے میں ان کو مناسب معاوضہ دیا جائے تاکہ وہ اپنی اقتصادی اور سماجی ضروریات کو کما حقہ' پورا کر سکیں۔

یاد رفتگاں

شیخ مبارک احمد

محترم رشیدی مصباح صاحب تنزانیہ انتقال کرگئے

دارالسلام (تنزانیہ) سے یہ افسوسناک اطلاع عزیز برادرم مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ نے بھجوائی ہے کہ محترم رشیدی مصباح صاحب وفات پا گئے ہیں۔

آپ بہت زاہد، عابد اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ جماعت احمدیہ دارالسلام کے دو سال قبل تک لمبا عرصہ پریذیڈنٹ رہے۔ عبادات کے بہت پابند تھے۔ اگرچہ اس عاجز کو اس علاقہ سے رخصت ہوئے اب تینتیس ۳۳ برس ہوگئے ہیں، بہت پیار سے آخر وقت تک یاد کرتے رہے۔ کئی سال قبل جبکہ ربوہ میں جماعت کا سالانہ جلسہ بفضل خدا بہت اہتمام سے ہوتا تھا۔ تنزانیہ سے جو دوست شمولیت کے لئے آئے ان میں محترم رشیدی مصباح صاحب شامل تھے۔ غیر ملکی احباب اور زائرین اور مہمانوں کی خاطر و مدارات اور ضروری خیال رکھنے کے لئے برادرم محترم سید کمال یوسف صاحب کی ڈیوٹی تھی۔ انہوں نے انہی دنوں جبکہ خاکسار بھی ربوہ میں تھا۔ عاجز کو بتایا کہ مشرقی افریقہ سے آنے والے احباب۔ افریقن بھائی۔ بہت صالح نظر آتے ہیں اور اپنا وقت عبادات اور نیک کاموں میں گذارتے ہیں۔ بالخصوص محترم رشیدی مصباح صاحب کے روزمرہ کے طور طریقوں سے بہت متأثر ہوئے۔ اور خاص طور پر مجھ سے بہت خلوص سے ان کی نیکی کا ذکر کیا۔ خاکسار اس وقت ان کے متعلق زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ امید ہے برادرم عزیز مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ زیادہ تفصیل سے ان کے بارہ میں لکھیں گے۔ جتنے بھی مربی اور سلسلہ کے خدام کو وہاں رہنے کا موقع ملا۔ نہایت اخلاص سے اور فرمانبرداری سے ان کے فرائض و ذمہ داریوں میں تعاون کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے اور جماعت کو مزید مخلص اور فدائی نعم البدل عطا فرمائے۔ احمدیت خوب ان کے رگ و ریشہ میں بسی ہوئی تھی

ملک سعید احمد رشید

مکرم ملک عبد المجید صاحب

خاکسار کے چچا محترم ملک عبد المجید صاحب چیف انجینئر کی المناک وفات ۲۱ نومبر ۹۲ء کو کار کے حادثہ میں واقع ہوئی۔ آپ حضرت مولوی نظام الدین صاحب رفیق بانی سلسلہ احمدیہ کے پوتے اور مکرم عبد الحفیظ صاحب مربی فجی (جو ایک حادثہ میں فجی میں انتقال فرما گئے تھے) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نہایت ملنسار۔ ہمدرد اور غریب پرور انسان تھے۔ کئی بے روزگاروں کو ملازمت دلوانے میں مدد کی۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ جماعت کے بے سہارا افراد کو روزگار میسر آجائے۔

خاکسار اور چچا جان بچپن میں ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے۔ بچپن کی ساری یادیں ابھی تازہ ہیں۔ دو ماہ قبل محترمہ دادی جان کی وفات ہوئی تھی۔ یہ صدمہ ابھی تازہ تھا کہ اچانک یہ حادثہ پیش آگیا۔ آپ کی میت ربوہ لائی گئی۔ ۲۲ نومبر کی رات کو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے جنازہ پڑھایا۔ تمام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر بھی مکرم چوہدری صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔

آپ محترم مولانا محمد اسماعیل دیالگڑھی صاحب کے داماد تھے۔ اور آپ کی بیوہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی بھانجی ہیں۔ آپ نے اپنی یادگار پانچ بچے چھوڑے ہیں۔ بڑے بچے کی عمر ۹ سال ہے۔ ہمارے سارے خاندان خصوصاً ان کی بیوہ کے لئے بہت ہی صبر آزما صدمہ ہے۔ قارئین کرام سے عاجزانہ درخواست ہے کہ بلندئ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل ملنے کے لئے دعا کریں۔ نیز چچا جان کے چھوٹے بچوں اور بیوہ کا خدا تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔

تحریک وقف نو کے والدین اور جملہ کارکنان کیلئے لمحہ فکریہ

ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ہم نے تو (دین حق) کا نام پہنچانا ہے اس لئے ہمیں تو ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت ہے۔ جو تحریر کی مشق بھی رکھتے ہوں بولنے کی مشق بھی رکھتے ہوں ترجموں کی طاقت بھی رکھتے ہوں تصنیف کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے ۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

جو دوست وقفِ نَو میں شامل اپنے بچوں کی تصاویر الفضل میں شائع کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ اور صاف تصاویر بھجوائیں۔ یاد رہے کہ رنگین فوٹو ہو تو اخبار میں تصویر واضح نہیں آتی۔

——— (ادارہ)

ظافر احمد اسامہ ابن شیخ نصیر احمد
واہ کینٹ

آفاق احمد ابن مشتاق احمد قمر
لاہور

خواجہ ثمر احمد ابن خواجہ منظفر احمد
ربوہ

فصیح الدین احمد ابن مبارک لطیف عمر
پھالیہ (گجرات)

فریحہ ظفر بنت محمد الیاس ظفر
مالو کے بھلی ضلع سیالکوٹ

ہمایوں ابن محمد امین
صادق آباد سندھ

وقاص احمد مدبر ابن مبارک احمد قمر
سعد اللہ پور ضلع گجرات

طاہر احمد ابن منظفر احمد
ربوہ

ادریس خالد ابن خاور ایوب
لاہور

سید برکات احمد ابن سید بشارت احمد
قادیان

صائمہ مبارک بنت مبارک احمد سملہ
قادیان

فریدہ طلعت بنت قریشی محمد فضل اللہ
قادیان

ذوہیب احمد طاہر ابن طاہر محمود
دھیر کے کلاں ضلع گجرات

انعم سحر بنت محمد شفیق طاہر
فیصل آباد

عدیلہ وہاب بنت عبد الوہاب
جاملکے چیمہ (سیالکوٹ)

فائزہ خاور بنت خاور ممتاز
کراچی

طلحہ علی جبران ابن لیاقت علی معلم
ربوہ

مریم صدیقہ بنت لیاقت علی معلم
ربوہ

سعادت احمد ابن بشیر احمد
بشیر آباد سندھ

ثمر احمد ابن محمود احمد ناصر
قلعہ کالر والا ضلع سیالکوٹ

عطیۃ الباقر بنت محمود احمد ناصر
قلعہ کالر والا ضلع سیالکوٹ

سامعہ چوہدری بنت نصیر احمد چوہدری
مربی سلسلہ - دارالعلوم غربی ربوہ

صبیحہ احمد بنت نعمان احمد ورک
لاہور

سوسن ندا النصر بنت مقبول احمد ندیم
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۷ر دسمبر۔ صبح کے وقت کسی قدر دھند تھی۔ دوپہر کو دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ سردی معمول کے مطابق ہے۔

وزیر اعظم پاکستان نے گذشتہ روز ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کی صدارت کی جس میں اقتصادی اصلاحات ملک میں سرمایہ کاری کی رفتار اور اقتصادی ترقی میں تیزی کے لئے کئے گئے اقدامات پر غور کیا گیا انہوں نے نئے اقتصادی لائحہ عمل کا بھی اعلان کیا۔

مسلم لیگ یوم قائد اعظم پر ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کو اظہار لاہور میں جلسہ کرے گی جس کی صدارت وزیر اعظم پاکستان کریں گے۔

وزیر اعظم پاکستان نے گذشتہ روز گوجرخان میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر نے ایٹمی راز افشاء کر کے ملک دشمنی کی ہے۔ میری کوئی گردن بھی اڑا دے تو میں ملک کے راز ظاہر نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ نئے انتخابات کا مطالبہ پاگل پن ہے۔

پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ آج تک پنجاب میں پی ڈی اے کے رہنماؤں پر سختی نہیں برتی لیکن اب کی جائے گی انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے خلاف سازش

کرنے والوں کو سوچنے اور غیر آئینی فیصلوں کو واپس لینے کا ایک موقع اور دیتے ہیں اس کے بعد قانون حرکت میں آجائے گا۔

متحدہ اپوزیشن نے "لانگ مارچ ٹو اسلام آباد" کی حتمی کال دینے سے پہلے صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کے مختلف شہروں میں روڈ مارچ اور احتجاجی جلسے بھی منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پی ڈی اے کے ترجمان نے لانگ مارچ کے دوران توڑ پھوڑ کی کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پی ڈی اے نے صدر کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ حکومتی ایجنسیاں توڑ پھوڑ کی کارروائیاں کریں گی لیکن اطلاع کے باوجود اس کی روک تھام کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔

سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ لانگ مارچ کا آغاز کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر نہیں کیا ہے۔ بلکہ ہم نے ملک اور عوام کے مفادات کے تحفظ کے لئے عوام کی طاقت سے یہ تحریک شروع کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم کا یہ الزام کروڑوں عوام کی توہین ہے۔

این ڈی اے کے چیئرمین نوابزادہ نصراللہ خان نے لانگ مارچ میں شرکت سے ایک بار پھر معذرت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشترکہ جدوجہد

کے لئے بلوچستان حکومت سے علیحدگی ضروری ہے۔

جمعیت علمائے پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ صدر پاکستان کی نظر ملک و ملت کے مفادات پر نہیں انہوں نے کہا کہ ۱۹۸۸ء کی اسمبلیاں از خود توڑ دیں اور آج سب کہہ رہے ہیں اور صدر ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔

ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کر دیا ہے۔ مسلح انتہا پسند ہندو پولیس کی رکاوٹیں توڑ کر مسجد پر حملہ آور ہو گئے۔ ایک مسلمان شہید اور ۱۵۰ زخمی ہوئے۔ مسجد کی حفاظت نہ کر سکنے پر اتر پردیش کی حکومت مستعفی ہو گئی ہے۔

سرحد پر پاکستان اور بھارت کی فوجوں میں نقل و حرکت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

نئی دہلی میں ایک پاکستانی سفارتکار کو اغوا کر لیا گیا۔ تشدد سے ان کے دائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ پاکستان نے بھارتی حکومت سے شدید احتجاج کیا ہے۔

کابل میں افغان مسافر طیارے پر ٹینک شکن توپ سے حملہ کیا گیا۔

وفاقی وزیر سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ دنیا کے ۶۰ فیصد غریب ایشیا میں رہتے ہیں۔

امریکہ میں بھارتیوں کی تعداد بڑھنے سے نسلی کشیدگی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ امریکی حکومت نے اس پر اظہار تشویش کیا ہے۔ بھارتی باشندوں کا کہنا ہے کہ امریکی ہمیں نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

جرمنی میں نازیوں کے طوفانی دستے دندناتے پھر رہے ہیں۔ دو ماہ کے دوران خانہ بدوشوں اور غیر ملکی پناہ گزینوں پر ۱۸۰۰ حملے کئے گئے۔ جس سے ۱۵ افراد ہلاک ہوئے۔

ایک ہفتے کے دوران روپے کی قیمت میں دنیا کے ۱۷ سے زائد ممالک کی معروف کرنسیوں کے مقابلہ میں زبردست کمی ہوئی ہے پونڈ کے مقابلہ میں ۷۳ پیسے کی ہوئی۔ اور امریکی ڈالر کے مقابلہ میں مزید ۵ پیسے کمی ہوئی ہے۔ کلنٹن کے امریکہ کے صدر منتخب ہونے کے بعد ڈالر کے مقابلہ میں روپے کی قیمت ۵۰ پیسے گر چکی ہے۔

آزاد کشمیر میں اپوزیشن پر پولیس کے لاٹھی چارج اور فائرنگ کرنے سے درجنوں افراد زخمی ہو گئے۔ متعدد افراد کی ٹانگیں اور بازو ٹوٹ گئے ہیں۔

امریکی کانگریس کی ذیلی کمیٹی کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شام کی حکومت منشیات کی پیداوار۔ تیاری اور سمگلنگ میں ملوث ہے۔

کتاب برائے مطالعہ خدام ماہ دسمبر ۱۹۹۲ء
"چشمۂ مسیحی" از حضرت بانیٔ سلسلہ
(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اعلان داخلہ

والدین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ربوہ میں پہلی بار بچوں کی نرسری کلاسز کا انتظام کیا گیا ہے جو یورپین ممالک میں رائج جدید طریقۂ تعلیم کے عین مطابق ہے۔ نرسری کے بعد بچے نصرت جہاں اکیڈمی میں اعتماد کے ساتھ پریپ میں داخل ہو سکیں گے۔ اسی طرح جو بچے اس سال نصرت جہاں اکیڈمی کی پریپ کلاس میں داخل نہ ہو سکیں گے ان کے لئے پریپ کلاس کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور پھر وہ بچے آئندہ سال نصرت جہاں اکیڈمی کی کلاس وَن میں داخل ہو جائیں گے نرسری کے بچوں کو ریفریشمنٹ اور سٹیشنری سکول کی طرف سے مہیا کی جائے گی جس کے لئے علیحدہ چارجز نہ ہونگے۔ داخلہ شروع ہے جو ۳۱ر دسمبر تک رہے گا۔ اوقاتِ کار صبح ۸ بجے سے شام ۴ بجے تک ہفتہ تا جمعرات۔ سکول کی ذاتی ویگن کا بندوبست ہے ویگن سے نصرت جہاں اکیڈمی کے بچے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ پرنسپل الصادق ماڈرن نرسری سکول (نزد اقصیٰ چوک ربوہ)

جدید ہومیو پیتھی

کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیو پیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں کی (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقۂ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ——— مفصّل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ۔ فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱